احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۳۸ منگل ۔۱۹۔ جمادی الاول ۔۱۴۱۵ھ ' ۲۵۔اخاء ۱۳۷۳ ہش ' ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہل تقویٰ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں

ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔ اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہی کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کیلئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بعض لوگوں نے جھوٹ ہی کو اپنا ربّ بنایا ہوا ہوتا ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمارا جھوٹ کے بدوں گذارہ مشکل ہے۔ بعض چوری و راہزنی اور فریب دہی ہی کو اپنا ربّ بنائے ہوئے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ اس راہ کے سوا ان کے واسطے کوئی رزق کا راہ ہی نہیں۔ سو ان کے ارباب وہ چیزیں ہیں۔ دیکھو ایک چور جس کے پاس سارے نقب زنی کے ہتھیار موجود ہیں اور رات کا موقعہ بھی اس کے مفید مطلب ہے اور کوئی چوکیدار وغیرہ بھی نہیں جاگتا ہے تو ایسی حالت میں وہ چوری کے سوا کسی اور راہ کو بھی جانتا ہے جس سے اس کا رزق آسکتا ہے؟ وہ اپنے ہتھیاروں کو ہی اپنا معبود جانتا ہے۔ غرض ایسے لوگ جن کو اپنی ہی حیلہ بازیوں پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے ان کو خدا سے استعانت اور دعا کرنے کی کیا حاجت؟ دعا کی حاجت تو اسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اس در کے نہ ہو۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۱۴۵)

اللہ تعالیٰ سے دوری ناکامیوں کی اصل جڑ ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

اللہ تعالیٰ سے دوری اور بُعد ساری نامرادیوں کی جڑ اور ناکامیوں کی اصل ہے۔ مگر متقی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ (۔) تقویٰ ایسی چیز ہے جو انسان کو اپنے مولیٰ کا محبوب بناتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ یقیناً متقیوں سے محبت کرتا ہے) کے باعث اللہ تعالیٰ متقی کے لئے مکتفی ہو جاتا ہے۔ اور اس سے ولایت ملتی ہے۔ (۔) پھر تقویٰ ایسی چیز ہے کہ دعاؤں کو قبولیت کے لائق بنا دیتا ہے۔ (۔) بلکہ اس کے ہر فعل میں قبولیت ہوتی ہے۔ غرض تقویٰ جیسی چیز کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور تقویٰ نام ہے اعتقادات صحیحہ۔ اقوال صادقہ۔ اعمال صالحہ۔ علوم حقہ۔ اخلاق فاضلہ۔ ہمت بلند۔ شجاعت استقلال۔ عفت۔ حلم۔ قناعت۔ صبر کا۔ حسن ظن باللہ۔ تواضع۔ صادقوں کے ساتھ ہونے کا۔

پس یہ تقویٰ اپنے رب کا اختیار کرو۔ ربکم میں بتایا ہے کہ وہ تمہیں کمالات بخشنے والا ہے۔ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت تک پہنچانے والا ہے۔ اس کے متقی بنو۔

مخلوق کی نظر کا متقی نہیں۔ اگر انسان مخلوق کی نظر میں متقی بنتا ہے۔ لیکن آسمان پر اس کا نامِ متقی نہیں۔ تو یاد رکھو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ہے۔ (وہ صاحب ایمان نہیں)

ایک غلط خیال عام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو بھی دور کروں۔ اور وہ یہ ہے کہ لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ دین پر عمل درآمد کرنا انسان کی مقتدرت سے باہر ہے۔ اور یہ شریعت گویا کہنے کی ہے کرنے کی نہیں۔ اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ یہ بدی عام پھیلی ہوئی ہے۔ اور اس نے بہت حصہ مخلوق کا تباہ کیا ہے۔ دراصل اس قسم کے حیلے شریروں نے اپنی بدیوں کو چھپانے کیلئے تراشے ہوئے ہیں۔ مگر میں یقیناً کہتا ہوں کہ یہ بدی اور بدخیالی اللہ تعالیٰ پر سوء ظن سے پیدا ہوئی ہے کہ انسان کہلائے اور کہے کہ شریعت پر پابندی نہیں کر سکتے۔ اور فرائض اور سنن ادا نہیں ہو سکتے۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ اسی ایک بدی نے قوم کو تباہ کر دیا۔ پس ایسی باتوں اور خیالوں سے پرہیز کرو۔ میں نے ایک ایسے ہی

باقی صفحہ ۷ پر

خصوصی درخواست دعا

○ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی طبیعت کچھ عرصہ سے خراب ہے۔ آنکھوں میں بھی تکلیف ہے اور ایک بار ہارٹ اٹیک بھی ہو چکا ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی جلد اور کامل صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

اسیران راہ مولا کے لئے درخواست دعا

○ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ جملہ اسیران راہ مولا جن میں میانوالی اور کوئٹہ کے اسیران خاص طور پر قابل ذکر ہیں کے لئے خصوصی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ خاص فضل و کرم سے ان اسیران کو جلد رہائی عطا کرے۔ ان کو حوصلہ اور استقامت عطا کرے اور ان کا اور ان کے لواحقین کا خود حامی و ناصر ہو۔

درخواست دعا

○ مکرم احمد طاہر صاحب کارکن دفتر مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ کی والدہ صاحبہ مورخہ ۷۔۱۰۔۹۴ کو گھر میں اچانک گر پڑیں جس سے ان کی بائیں کولہے کی ہڈی بری طرح فریکچر ہو گئی۔ فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ ۲۵ یا ۲۶ تاریخ کو اپریشن ہوگا۔ احباب سے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

ولادت

○ محترم مولانا دین محمد صاحب شاہد ایم اے مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔

میری بیٹی عزیزہ طیبہ راحت صاحبہ اہلیہ مکرم الطاف الرحمان صاحب مقیم اسلام آباد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یکم اکتوبر ۹۴ء کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے جس کا نام "عالیہ الطاف" رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک اور خادمہ دین بنائے۔

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے ویسا ہی قہار اور منتقم بھی ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی ربوہ
قیمت
دو روپیہ

۲۵۔ اخاء۔ ۱۳۷۳ ھش ۔۔۔ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

نیکی کریں اور کروائیں۔ بدی سے رکیں اور رکوائیں

معاشرے قائم اس لئے رہتے ہیں کہ ان میں اکثریت بلکہ ایک بہت بڑی اکثریت اچھے لوگوں کی ہوتی ہے۔ آپ کسی معاشرے کی طرف نظر دوڑا کر دیکھ لیجئے آپ کو تقریباً سب لوگ اچھے ملیں گے۔ ایسے لوگ جن میں ضرر رسانی کا کوئی عنصر نہیں۔ جو بالکل نارمل زندگی بسر کرتے ہیں۔ صرف چند ایک بلکہ کہا جا سکتا ہے ایک یا دو افراد ایسے ہوں گے جو فتنہ پیدا کرنے کی سرشت رکھتے ہوں' جو ہر بات میں اپنی ٹانگ اڑاتے ہوں اور ہر معاملے کو سلجھنے کی بجائے الجھنے کی طرف کھینچ کر لے جانے والے ہوں۔

ہمیں یاد ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے کئی دفعہ فرمایا تھا کہ پاکستان میں ۹۹ فی صدی لوگ بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ شرفاء ہیں۔ یہی حال ہر معاشرے کا ہے۔ آپ اپنی گلی' اپنے محلے' اپنے شہر کی طرف دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ آپ کی گلی میں اور آپ کے محلے میں بھی سب لوگ اچھے ہیں۔ بہت بڑے شہر میں چند ایک لوگ آپ کو ایسے نظر آئیں گے جن کا فساد کی طرف میلان ہو گا۔ جن کا برائیوں کی طرف رجحان ہو گا اور جن سے آپ زِچ ہونگے۔

گذشتہ دنوں حضرت امام جماعت الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ جماعت اچھی باتوں کی طرف بلانے اور بری باتوں سے روکنے کو روزمرہ کا شیوہ بنا لے۔ اوپر جو ہم نے بات کہی ہے۔ وہ افراد کی اپنی اچھائی سے تعلق رکھتی ہے یعنی لوگ انفرادی طور پر اچھے ہیں۔ حضرت امام جماعت نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے وہ اس سے اگلا قدم ہے۔ آخر اچھائی کی بھی تو کوئی انتہا نہیں ہے۔ اچھائی تھوڑی بھی ہو سکتی ہے اور بہت زیادہ بھی۔ اگرچہ تھوڑی ہو یا بہت آپ اسے اچھائی ہی کہیں گے۔ اگر کوئی شخص اچھا ہے اس میں ضرر نہیں ہے۔ اس میں بری باتوں کی طرف میلان نہیں ہے تو آپ اسے اچھائی کہیں گے۔ اگرچہ ہو سکتا ہے کہ اس کی اچھائیاں بہت بڑی بڑی نہ ہوں اس لئے اچھائیوں کی طرف بلانے اور اچھائیوں کی طرف بڑھنے کا میدان ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

اسی میدان کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت امام جماعت نے فرمایا ہے کہ جماعت کو چاہئے کہ اچھی باتوں کی طرف بلاتی رہے اور بری باتوں سے روکتی رہے۔ جب ہم اچھے لوگوں کو اچھی باتوں کی طرف بلائیں گے تو یہ کوئی تضاد نہیں ہو گا۔ بلکہ انہیں ایک وسیع میدان دکھانے والی بات ہو گی کہ آپ جتنے اچھے ہیں اس سے بھی زیادہ اچھے بن سکتے ہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جو جتنا بھی اچھا ہے وہ اس سے بھی زیادہ اچھا بن سکتا ہے۔ اور اگر یہ بات درست ہے اور یہ بات واقعی درست ہے تو پھر حضرت امام جماعت کی یہ تلقین بہت اہمیت اختیار کر جاتی ہے کہ ہمیں چاہئے کہ لوگوں کو اچھی باتوں کی طرف بلاتے رہیں تاکہ معاشرہ بہتر سے بہتر بنتا رہے۔ افراد کی اچھائی اجتماعی زندگی میں ایک اہم عنصر بن جائے اور اس فرد کے لئے بھی جسے تلقین کی جا رہی ہے اور جو اس پر عمل کر رہا ہے زندگی پہلے سے زیادہ بہتر ہو جائے۔ اسی طرح حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ بری باتوں سے روکا جائے اور ان دونوں باتوں کے لئے تلقین یہ کی گئی ہے کہ انہیں روزمرہ کا شیوہ بنا لیا جائے۔ آپ چلتے پھرتے سب کچھ دیکھتے ہیں لوگ کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں اور عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ہم کان لپیٹ کر گذر جاتے ہیں۔ کوئی بری بات کہہ رہا ہے تو ہم خاموش رہتے ہیں۔ کوئی برا کام کر رہا ہے تو ہم اسے روکنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور ایسی صورت میں معاشرہ بے شک اچھا بھی ہو تو وہ مزید اچھا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر ہم اس بات کو روزمرہ کا شیوہ بنا لیں کہ ہم نے کسی کو بری بات کہنے سے ضرور روکنا ہے اور کسی کو برا کام کرنے نہیں دینا' یا حتی الوسع کوشش کرنی ہے کہ وہ ایسا نہ کرے' تو یقیناً سارے معاشرہ کی زندگی بدلنی شروع ہو جائے گی اور بہتر سے بہتر بنتی چلی جائے گی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم نیکی کی تلقین کو روزمرہ کا شیوہ بنا لیں۔ اور اسی طرح برائیوں سے روکنے کے لئے بھی کبھی ہاتھ نہ کھینچیں۔ اسی سلسلے میں حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری ہر نصیحت میں عجز' انکسار' محبت اور دل کا گہرا جذبہ ہونا چاہئے۔ یہ باتیں ہماری زندگی کا ایک حصہ بن جانی چاہئیں بلکہ فطرت ثانیہ۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جس نصیحت میں عجز' انکساری' محبت اور دل کا گہرا جذبہ نہ ہو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔ چنانچہ جب ہم ان باتوں کو اپنی فطرت ثانیہ بنا لیں گے تو اپنے ماحول میں نصیحت کریں گے بھی اور نصیحت کی عادت بھی ڈال دیں گے اور ایسا کرنے سے یقیناً تمام افراد پر ایک اچھا اثر پڑے گا۔ اور معاشرہ حقیقی معنوں میں اچھے سے اچھا بنتا چلا جائے گا۔

هم حلقۂ تعصبِ یاراں میں جی لئے
بہنے پر آئے اشک تو چُپ چاپ پی لئے
آئے نظر نہ اہلِ نظر کو ہمارے زخم
ہم نے بھی زخم آنے سے پہلے ہی سی لئے

ابو الاقبال

انتظار

اِک خاک کا ذرّہ ہوں اُمیّد میں بیٹھا ہوں
رستے کے کنارے پر
جاتا ہے جو گلشن کو پھولوں کے نشیمن کو
محسوس یہ ہوتا ہے پابند ہے ہر اک شے
آئینِ تمنّا کی جو شمع ہے دنیا کی
اور چرخ کی ہر گردش کرتی ہے یہی کوشش
جو ذرّے ہیں کھل جائیں
گُل ذرّوں میں مل جائیں
دل اس لئے کہتا ہے اور تاک میں رہتا ہے
ممکن ہے کوئی جھونکا ہمدرد ہو جو میرا
لے کر مجھے اُڑ جائے اس باغ میں پہنچائے
میں بھی کبھی کھل جاؤں
اور پھولوں میں مل جاؤں
اک خاک کا ذرّہ ہوں اس تاک میں بیٹھا ہوں
رستے کے کنارے پر
جاتا ہے جو گلشن کو پھولوں کے نشیمن کو

روشن دین تنویر

تاریخِ احمدیت کی یاد رکھنے والی باتیں

ہماری اصل تاریخ تو ترقی کی تاریخ ہے۔ قدم بہ قدم ہم کس طرح آگے بڑھے کس کس طرح اور کہاں کہاں ہمیں کیسی کیسی کامیابیاں نصیب ہوئیں اور حضرت امام جماعت الرابع کے الفاظ میں جو ہوا آج سے ایک سو سال پہلے چلی تھی وہ کس طرح اب جھکڑ بن گئی ہے اور جہاں سالوں میں صرف سینکڑوں کی تعداد میں لوگ جماعت میں داخل ہوتے تھے اب مہینوں میں ہزاروں لاکھوں داخل ہونے لگے ہیں یہ تاریخ اور ہماری یہ پیش قدمی ہمیشہ ہمارے اور ہماری نسلوں کے سامنے رہنی چاہئے لیکن اس کے علاوہ ایک اور حصہ بھی ہے جو کبھی ہماری نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہئے اور وہ ہے روڑے اٹکانے اور ہماری راہ میں کانٹے بچھانے کا۔ ہمیں ہر قسم کی ایذا پہنچانے کا۔ حتی کہ اللہ تعالٰی کی راہ میں جانیں قربان کرنے کی نوبت آنے کا۔ یہ ہماری تاریخ کا ایک بہت اہم حصہ ہے اسی لئے گزشتہ جلسہ سالانہ پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دعائیں آپ کے لئے) نے احمدی خواتین اور احمدی مردوں کی ان قربانیوں کا ذکر فرمایا جو ہمیں ایذاء دہی کے راستے میں دینی پڑیں۔ کس کس طرح ہمارے مردوں اور عورتوں کو جان قربان کرنی پڑی۔ کس کس طرح ہمیں زدوکوب کیا گیا اور کس کس طرح ہماری بے حرمتی کی گئی۔ یہ باتیں بھی ہماری تاریخ کا حصہ ہیں ہمیں خود بھی یہ باتیں یاد رکھنی چاہئیں اور ان باتوں کو اپنی آئندہ نسلوں تک بھی پہنچانے کا بہتر انتظام ہونا چاہئے۔ اللہ تعالٰی جب قربانیوں کو قبول کرتا ہے تو بے انتہا رحمتیں نازل کرتا ہے چنانچہ موجودہ وقت میں ہماری ترقی کی ہوا جو جھکڑ بن کر چلنے لگی ہے اس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خواتین اور مردوں کی قربانی کا بھی بہت بڑا حصہ ہے آیئے ہم ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بچے

رسول اکرم ﷺ نے جو خود یتیم تھے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش اور حفاظت کرنے والا جنت میں دونوں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے جس طرح یہ میری دو انگلیاں اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیاں اٹھا کر ملا کر دکھائیں۔ پھر فرمایا جو شخص اپنے کھانے پینے میں یتیم کو شامل کرتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ یتیم کا مال ہلاکت کا موجب بنتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ یتیموں سے بے پناہ محبت و شفقت کا سلوک فرماتے ان کی دیکھ بھال کی طرف خاص توجہ دیتے تھے آپ کے حکم سے بیت المال سے یتامٰی کو وظائف دیئے جاتے۔ ان کی ضروریات پوری کی جاتیں۔ ایک دفعہ مکہ کے بازاروں میں ایک یتیم بچہ روتا ہوا جا رہا تھا۔ اس کے پاس اتنے کپڑے بھی نہ تھے کہ وہ اپنا جسم اچھی طرح ڈھانپ لے اس کے پاؤں زخمی تھے حضور جو بچوں سے بے حد پیار کرتے تھے آپ کی آنکھیں اسے دیکھ کر بھر آئیں اور کوئی ہوتا تو پرواہ بھی نہ کرتا۔ اور دیکھ کر پاس سے گزر جاتا۔ مگر آپ نے آگے بڑھ کر بچے کو گود میں اٹھا لیا۔ اس نے کئی روز سے کچھ کھایا بھی نہ تھا۔ آپ اسے گھر لے گئے کھانا کھلایا۔ کپڑے پہنائے اور اسے اپنے بچوں کی طرح رکھا اور اس کے رشتہ داروں کو اطلاع دی اور ان کے پاس پہنچایا۔

بچوں سے پوری قوم کا مستقبل وابستہ ہوتا ہے۔ اس لئے بچپن ہی سے بچہ کو اس طرح تیار کیا جانا چاہئے کہ وہ کل کو پیش آنے والی تمام تر ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے جس طرح اولاد کی تربیت کی اور قدم قدم پر بچوں کی رہنمائی فرمائی وہ بچوں پر عظیم احسانات ہیں۔

حضرت انس ؓ جو کہ آنحضرت ﷺ کے خادم تھے جب بچے تھے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو ہدایت فرمائی کہ بچے نماز میں اپنی نظر سجدے کی جگہ رکھا کرو۔ اور ادھر ادھر نہ دیکھا کرو۔

حضرت عبداللہ ؓ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ جب وہ ابھی چھوٹے تھے تو حضورؐ کے ساتھ نماز تہجد ادا کرنے کی خاطر اپنی خالہ کی وجہ سے ایک رات آپ کے گھر میں ٹھہر گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضورؐ تہجد کے لئے رات کو کھڑے ہوئے تو میں بھی وضو کر کے آپؐ کے ساتھ بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ تو حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے پیچھے سے اپنی دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ کا یہ سمجھانا مقصود تھا کہ جب دو آدمی نماز پڑھیں تو مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہو۔ اور یہ کہ تہجد کی نفلی نماز بھی باجماعت پڑھی جا سکتی ہے۔ اور نیز حدیث میں آتا ہے کہ جب باجماعت نماز ہو تو آنحضرت ﷺ بچوں کی صف پیچھے بنانے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

ایک لڑکا عمر نامی جس کو حضورؐ نے پالا تھا کھانا کھانے کے وقت سالن کے پیالے میں ادھر ادھر ہاتھ مارتا تھا تو حضورؐ نے فرمایا بچے اللہ کا نام لے کر شروع کرو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ نیز یہ بھی فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور داہنے ہاتھ سے پیو۔ اس لئے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے۔

ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ایک بچہ کھجور کے درخت سے کھجوریں گرانے کے لئے پتھر مار رہا تھا تو لوگ اس کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے بچے جو کھجوریں از خود گری ہوں ان کو بے شک اٹھا لیا کرو۔ مگر پتھر نہ مارا کرو۔ اس کے ساتھ ہی اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دعا بھی کی۔

ایک مسلمان بچہ جس کا نام افلح تھا وہ نماز میں سجدے میں پھونکیں مار رہا تھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے افلح نماز میں پھونکیں نہ مارا کرو۔ منہ کو مٹی لگتی ہے۔ لگنے دو۔

صادقہ فضل

اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا

اپنی کتاب حضرت اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ ؓ میں صادقہ فضل مزید کہتی ہیں:۔

علم و فضل میں قابلیت جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت جو بیویاں زندہ تھیں سبھی نہایت بلند اخلاق کی مالک، متقی و پرہیزگار تھیں۔ تاہم حضرت عائشہ ؓ اور پھر ان کے بعد حضرت امّ سلمہ ؓ کی دینی حیثیت اور علمی قابلیت بہت زیادہ تھیں۔ یہ دونوں ازواج دینی علم کا خزانہ تھیں۔ حضرت امّ سلمہ ؓ کی تقریباً ۲۷۸۔ روایات ہیں۔ آپ حدیث بیان کرنے والے صحابہ ؓ کے تیسرے طبقہ میں شامل سمجھی جاتی ہیں۔ علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ اگر حضرت ام سلمہ ؓ کے فتاوی کو جمع کیا جائے تو ایک رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ آپ کے فتوؤں میں یہ وصف ہے کہ عموماً ان پر سب کو اتفاق ہے۔ اختلاف نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اگرچہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام ؓ موجود تھے جن میں حضرت ابو ہریرہ ؓ اور حضرت ابن عباس ؓ جیسے صاحب علم شامل ہیں روایت ہے کہ جب بھی صحابہ ؓ کو کوئی مشکل پیش آتی تو حضرت عائشہ ؓ اور حضرت ام سلمہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور معلومات حاصل کرتے۔ کئی مسائل کا حل حضرت ام سلمہ ؓ نے صحابہ کرام ؓ کو بتایا۔

امام زہری فرماتے ہیں اگر تمام مردوں اور امہات المومنین کا علم جمع کیا جاتا تو حضرت عائشہ ؓ کا علم ان سب سے زیادہ ہوتا۔ ان کے بعد حضرت امّ سلمہ ؓ کا۔ حضرت عائشہ ؓ کے بارہ میں تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "دین کا آدھا حصہ عائشہ ؓ سے سیکھو"۔ حضرت امّ سلمہ ؓ درس دیا کرتی تھیں جس سے بہت سے مردوں اور عورتوں نے فائدہ اٹھایا۔ دور دور سے لوگ آپ کا درس حدیث بڑے شوق سے سننے کے لئے آتے۔ اور لطف اٹھاتے۔ آپ سے بہت سے بزرگ صحابیوں ؓ نے بھی علم حدیث حاصل کیا۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ۔ حضرت اسامہ ؓ بن زید، حضرت مصعب ؓ بن عبداللہ، حضرت نافع ؓ۔ حضرت عروہ بن زبیر ؓ۔ حضرت ابو بکر بن عبدالرحمان ؓ۔ حضرت صفیہ ؓ بنت محض۔ حضرت شعبہ ؓ۔ حضرت خیرہ ؓ والدہ حسن بصری۔ حضرت عبداللہ ؓ بن رافع۔

آپ امر بالمعروف اور نہی عن منکر کی پوری طرح سے پابند تھیں۔ خود ساری عمر اسی اصول پر رہیں۔

وفات ۶۳ھ میں حضرت امّ سلمہ ؓ نے وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ چونکہ حضرت ام سلمہ ؓ کی وصیت تھی کہ مدینہ کا گورنر ابو سفیان کا پوتا ولید بن عتبہ ان کا جنازہ نہ پڑھائے اس لئے اس کی بجائے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وفات کے وقت حضرت امّ سلمہ ؓ کی عمر ۸۴ برس تھی۔ آپ کی وفات پر سب لوگوں کو خصوصاً صحابہ کرام ؓ کو تو بے حد دکھ ہوا۔ اور افسوس ہوا کہ سب ایک عالمہ دین کی زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک باتوں کے سننے سے محروم ہو گئے۔ یوں تو اور صحابہ کرام بھی آپ کے حالات بتانے کے لئے موجود تھے۔ مگر حضرت امّ سلمہ ؓ تو آپ کی زوجہ مطہرہ بھی تھیں۔ اور سب مسلمانوں کی ماں بھی تھیں۔ اس وجہ سے سب مسلمان ان کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ وہ خود بھی سب مومنوں کے ساتھ محبت بھرا سلوک فرماتیں۔ اس بے حد پر خلوص ہستی کی جدائی پر ہر ایک اداس تھا اور آنکھیں اشک بار تھیں۔

شمائل حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

(ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ:۔

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"لکھا ہے کہ ایک مسلمان پر کچھ مصیبت کے دن آئے۔ بھوک لگی تو ایک یہودی کے مکان پر کچھ مانگنے کے لئے گیا۔ یہودی نے اس کو چار روٹیاں دیں جب وہ روٹیاں لے کر نکلا تو اس گھر کا کتّا بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس شخص نے یہ خیال کر کے کہ شائد ان روٹیوں میں سے کتّے کا بھی کچھ حصہ ہے ایک روٹی کتے کے آگے پھینک دی۔ اور آگے چل دیا۔ کتّا اس روٹی کو جلدی جلد کھا کر پھر پیچھے پیچھے ہو لیا۔ تب اس نے خیال کیا کہ شائد اس کتّے کا خیال ہے کہ میں جو اس گھر کا رہنے والا ہوں میرا حصہ ان روٹیوں میں نصف ہے۔ اس نے دوسری روٹی بھی کتّے کو دے دی۔ مگر کتّا اس کو بھی کھا کر اس کے پیچھے ہو لیا۔ پھر جب اس نے معلوم کیا کہ کتّا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اسے خیال گذرا کہ شائد تین حصے اس کے ہوں۔ اور ایک حصہ میرا ہو اس لئے اس نے ایک روٹی اور ڈال دی۔ مگر کتّا وہ روٹی بھی کھا کر واپس نہ گیا۔ تب اسے کتّے پر غصہ آیا اور کہا تو بڑا بدذات ہے میں چار روٹیاں مانگ کر لایا تھا مگر ان میں سے تین کھا کر بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ خدا تعالیٰ نے اس وقت کتّے کو بولنے کے لئے زبان دے دی۔ تب کتّے نے جواب دیا کہ میں بدذات نہیں ہوں۔ میں خواہ کتنے فاقے اٹھاؤں مگر مالک کے سوائے دوسرے

باقی صفحہ ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

مغربی افریقہ میں لڑکیوں کا سیکنڈری سکول کھولنے کے لئے سب سے پہلی کوشش غانا میں ہوئی۔ قادیان سے بھی اس سکول کی انتظامیہ کو مدد دی گئی اور امید یہ کی گئی کہ اسی طرح کے دیگر سکول بھی کھولے جائیں گے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد پتہ چلا کہ لڑکیوں کا الگ سکول کامیابی سے چلانا بہت مشکل ہے۔ آخر اتنی لڑکیاں تو ہونی چاہئیں کہ کلاسوں میں پوری تعداد موجود ہو۔ چونکہ عام طور پر لڑکیوں اور لڑکوں کے سکول اکٹھے ہی چلتے ہیں۔ اس لئے زیادہ تر لڑکیاں انہی سکولوں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ جہاں لڑکے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور ایسی لڑکیاں بہت کم ملتی ہیں جو صرف لڑکیوں کے سکول میں داخل ہونا چاہئیں۔ اس کے بعد ایسی ہی دوسری کوشش سیرالیون میں کی گئی۔ میں ۱۹۷۶ء میں جب پہلی دفعہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے لئے سیرالیون گیا تھا تو میں نے اس سکول کے اساتذہ اور طالبات سے بھی ملاقات کی جو صرف اور صرف لڑکیوں کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ مسٹر عبدالمنان بھٹہ اس کے پرنسپل تھے۔ اور یہ سکول ایک دور افتادہ علاقہ میں تھا۔ جسے ڈائمنڈ ایریا بھی کہتے تھے۔ اس تصویر میں جو میرے سامنے ہے مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر' پیراماونٹ چیف ناصر کے گمانگا' مسٹر بونگے' ملک غلام نبی صاحب' مسٹر عبدالمنان صاحب بھٹہ' اور خاکسار موجود ہیں۔ لگتا ہے کہ مولانا اسماعیل صاحب منیر اور بھٹہ صاحب میزبانی کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ دونوں سلوار قمیض' ننگے سر' گھر کے ماحول میں بیٹھے ہیں۔ اور تصویر احمدیہ گرلز سیکنڈری سکول میں لی گئی ہے۔ مسٹر بونگے تو پرائمری سکولوں کے مینیجر تھے۔ لیکن مکرم امیر صاحب کے ساتھ تمام سکولوں کے معائنے کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور جب بھی فرصت ملتی پیراماونٹ چیف گامانگا صاحب بھی ان کے ساتھ ہو لیتے۔ ملک غلام بنی صاحب گاڑی بہت اچھی ڈرائیو کرتے تھے۔ بڑے اعتماد کے ساتھ۔ اس لئے مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر انہیں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اس موقعہ پر بھی غالباً محترم ملک صاحب ہی نے گاڑی ڈرائیو کی۔ پیراماونٹ چیف گامانگا صاحب کو طالبات سے خطاب کرنا تھا۔ اور دراصل بتانا یہ تھا کہ یہ صاحب یعنی میں نسیم سیفی پاکستان سے چند روز کے لئے سیرالیون آیا ہوں۔ ان کی تقریر کے بعد مجھے بھی موقعہ دیا گیا اور میں نے اپنی اس خوشی کا اظہار کیا کہ طالبات کی تعلیم قوموں کے لئے ہمیشہ انتہائی مفید رہتی ہے۔ اگرچہ ہمارے اس سکول میں صرف احمدی طالبات موجود نہیں تھیں۔ ان میں دیگر مذاہب مثلاً عیسائیت اور بد مذہب جسے پیگن ازم کہا جاتا ہے کی طالبات بھی تھیں۔ لیکن مکرم پرنسپل صاحب مسٹر عبدالمنان صاحب بھٹہ کے زیر انتظام یہ سکول نہایت خوش اسلوبی سے چل رہا تھا۔

جب دوسری دفعہ میں سیرالیون گیا تو ٹمبوڈو جانے کا کئی دفعہ اتفاق ہوا۔ مسٹر بھٹہ صاحب ہر دفعہ میرے میزبان ہوتے تھے۔ اور میں ان کی نرم روئی اور مسکراہٹ سب دلوں کو شگفتہ رکھتی تھی۔ وہ بات کرتے تو مسکرا کر اور ضرورت پیش آتی تو کھلکھلا کر ہنس بھی پڑتے مجھے وہ اس لئے بھی زیادہ عزیز تھے کہ ان کے ایک بھائی مکرم ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب بھٹہ نائیجیریا میں ایک کلینک چلا رہے تھے۔ اور وہ یہ کلینک تھا کہ جب اس کا صوبہ کے گورنر نے افتتاح کیا تو اس نے خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا کہ جب سیفی صاحب نائیجیریا میں تھے تو ان کا اخبار "ٹروتھ" بڑی باقاعدگی کے ساتھ مجھے ملا کرتا تھا۔ اب کچھ عرصہ سے نہیں مل رہا۔ میرا خیال ہے کہ ان کے اس افتتاح کے بعد انہیں یقیناً اخبار ٹروتھ پھر ملنا شروع ہو گیا ہو گا۔ ان کا کلینک اجیبواوڈے میں تھا۔ اور اجیبواوڈے وہ جگہ ہے جہاں ہماری نائیجیریا جماعت کے نائب صدر رہتے تھے۔ جنہیں اللہ تعالی نے یہ سعادت بخشی کہ وہ حضرت امام جماعت الثانی کی علالت کے زمانہ میں انگلستان گئے تاکہ حضرت صاحب کی عیادت کر سکیں وہاں محترم صاجزادہ مرزا منور احمد صاحب نے حضرت صاحب اور ہمارے اس نائب صدر جن کا نام مسٹر عبدالغفار کوکو تھا ایک رنگین تصویر لی جو بعد میں ساری دنیا میں پھیلائی گئی۔ خاص طور پر خدام الاحمدیہ کے ایک البم میں شائع کی جانے کی وجہ سے وہ ہمارے تمام مشنوں تک پہنچ گئی۔ اور اس طرح وہ خاصے معروف ہو گئے۔

لیکن بہرحال اب ذکر ہے سیرالیون کا اور سیرالیون کے ایک ایسے سکول کا جو صرف طالبات کے لئے کھولا گیا تھا۔ طالبات نے ہماری موجودگی میں کچھ تقریریں کیں' کچھ نظمیں سنائیں اور نظموں کے لئے سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک نظم "وہ پیشوا ہمارا" پاکستانی سر کے ساتھ گا کر سنائی۔ بعد ازاں بھٹہ صاحب نے ان طالبات کی گائی ہوئی نظم کا ایک کیسٹ بھی مجھے دے دیا کہ اگر میں چاہوں تو ربوہ جا کر فلاں شخص کو دے دوں۔ میں نے وہ کیسٹ تو ان کو نہیں دیا لیکن میں اگر ان کا نام آپ بتا دوں تو یقیناً وہ مجھ سے تقاضا کریں گے کہ یہ کیسٹ انہیں دے دیا جائے۔ دیا میں نے اس لئے نہیں کہ بھٹہ صاحب نے کہا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو۔ میں بھلا یہ کیوں چاہوں گا۔ سیرالیون جہاں میں نے تین چار سال تک کام کیا ہے وہاں سے ایک ایسے سکول کی طالبات نے جو صرف طالبات کے لئے کھولا گیا تھا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک نظم ترنم کے ساتھ پڑھی ہو اور اس کا کیسٹ میں کسی اور کو دے دوں۔ میرا دل نہیں مانا۔ چنانچہ وہ کیسٹ ابھی تک میرے پاس موجود ہے۔ بھٹہ صاحب واپس پاکستان آ چکے ہیں۔ ملتے تو رہتے ہیں لیکن کبھی اس کیسٹ کا ذکر نہیں ہوا۔

اب شائد یہ مضمون پڑھ کر وہ مجھ سے ملیں گے اور اس خواہش کا اظہار کریں گے کہ وہ کیسٹ انہیں پھر ایک دفعہ سنا دیا جائے۔

مولانا اسماعیل منیر کے متعلق پہلے بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ اسے دہرانے کی ضرورت نہیں

محترم ملک غلام نبی صاحب نے ایک لمبے عرصے تک سیرالیون میں دعوت الی اللہ کا فریضہ سر انجام دیا تھا۔ انتظامی امور کے وہ خاص ماہر تھے۔ گھر کا انتظام بھی وہ خوب چلاتے تھے اور جب کسی تقریب کے انتظام کے لئے ان سے کہا جاتا تھا تو وہ بھی اے۔ ون ہوتا تھا۔ ڈرائیونگ کا ذکر میں پہلے ہی کر چکا ہوں کہ آپ گاڑی بہت اچھی ڈرائیو کرتے تھے۔ میرے وقت میں اگرچہ بعض اوقات میں نے بھی گاڑی ڈرائیو کی لیکن محترم ملک صاحب اکثر اس خواہش کا اظہار کرتے تھے کہ دوستی کا ایک رنگ یہ بھی ہے کہ وہ ڈرائیو کریں۔

اس میں کیا شک ہے کہ آپس میں محبت ہو تو ایک دوسرے کی خدمت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ وہ جب ڈرائیو کرتے تھے تو یقیناً جذبہ یہ ہوتا تھا کہ میں ان سے عمر میں بڑا ہوں وہ میری خدمت کر رہے ہیں۔ اور میں اس بات سے خوش تھا کہ وہ ایک چھوٹے بھائی کی طرح میرے ساتھ ہر جگہ موجود بھی رہتے ہیں اور میری خدمت بھی کرتے ہیں۔ خدمت کا لفظ میں انہی کا لفظ لے کر استعمال کر رہا ہوں۔ میں تو اسے خدمت نہیں کہنا چاہتا۔

چیف گامانگا صاحب کے ساتھ ایک دفعہ تھوڑی سی انتظامی مشکل پیش آئی میں نے حضرت امام جماعت الثالث کی خدمت میں گذارش کی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ انہیں یہاں ربوہ میرے پاس بھیج دیں۔ میں نے چیف گامانگا صاحب کو حضرت صاحب کی اس خواہش کے متعلق بتایا تو چیف صاحب بہت خوش ہوئے کہ حضرت صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہو گا۔ جب آپ حضرت صاحب سے ملاقات کے بعد واپس گئے تو انہوں نے بھی مجھے بتایا اور حضرت صاحب نے بھی ایک خط میں تحریر فرمایا کہ میں نے چیف گامانگا صاحب کو آپ کا بھائی بنا دیا ہے۔ اور اس اخوت کے ناطے مجھے امید ہے کہ وہ آپ سے پورا پورا تعاون کریں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ چیف صاحب نے جس طرح اس بات کو نبھایا وہ قابل داد ہے۔ اپنی عمر کے آخری حصے تک انہوں نے ہر موقعہ پر مجھ سے تعاون کیا۔ بہت سے دوروں میں میرے ساتھ رہے اور میرا تعارف اس طرح کرواتے رہے کہ تعارف سے زیادہ ان کی محبت ٹپکتی تھی۔ اللہ تعالی انہیں جزائے خیر دے۔

Waves and Thoughts میں پیراماونٹ چیف گامانگا صاحب سے اس اخوت کے سلسلے میں ایک نظم شامل ہے جو میں نے حضرت صاحب کا ارشاد ملنے پر کہی تھی۔

بقیہ صفحہ ۳

کے گھر پر نہیں جاتا۔ بدذات تو تُو ہے جو دو فاقے ہی اٹھا کر کافر کے گھر مانگنے کے لئے آ گیا۔ تب وہ مسلمان یہ جواب سن کر اپنی حالت پر بہت پشیمان ہوا۔

ایسے ہی گورداسپور میں ایک بلی تھی۔ خواہ کچھ ہی اس کے پاس پڑا رہے مگر وہ بغیر اجازت کچھ نہ کھاتی تھی۔ ایک دفعہ بعض دوستوں نے اس بلی کے مالک کو کہا کہ ہم بھی تجربہ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ انہوں نے حلوہ' دودھ' چھیچھڑے وغیرہ بلی کے پاس رکھ کر باہر سے قفل لگا دیا۔ تین دن کے بعد جو دیکھا کہ بلی تو مری پڑی تھی اور وہ کھانا اسی طرح صحیح سالم موجود تھا۔

یہ حیوانوں کی وفا اور استقامت کا حال ہے۔ اگر ارزل مخلوقات کی یہ صفات حسنہ بھی انسان میں نہ پائی جائیں تو پھر وہ کس خوبی کے لائق ہے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے بیان کیا کہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ آپ کے لئے ہماری دعائیں) فرماتے ہیں کہ "میں کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ میرا کون سا عمل تھا جس کی وجہ سے یہ عنایت میرے شامل حال ہوئی۔ صرف اپنے اندر یہ احساس کرتا ہوں کہ فطرتاً میرے دل کو خدا تعالیٰ کی طرف وفاداری کے ساتھ ایک کشش ہے۔ جو کسی چیز کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ سو یہ اسی کی عنایت ہے۔"

پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے شعراء

گذشتہ دنوں بی۔ بی۔ سی۔ کے رضا علی عابدی نے اپنے آئیٹم سب رس میں برطانیہ اور ماریشس کے ان جلسوں کا ذکر کیا جو غالب کی یاد میں منعقد کئے گئے تھے۔ جب غالب کی سوویں برسی منائی گئی تو دنیا بھر میں غالب کے متعلق جلسے کئے گئے اور غالب کی شخصیت اور اس کی شاعری پر مقالے پڑھے گئے۔ اس کی غزلیں بغیر ترنم کے بھی سنائی گئیں اور ساز کے ساتھ بھی گائی گئیں۔

لیکن اس سب کچھ کے باوجود ایک ایسا شخص بھی ہوا ہے جس نے غالب کو شاعر ہی نہیں مانا۔ اس نے غالب پر ایسی ایسی پھبتیاں کسی ہیں الامان۔ گذشتہ دنوں ڈاکٹر فرمان فتح پوری صاحب نے اپنے رسالہ نگار میں ان پھبتیوں کی چند ایک مثالیں پیش کی تھیں۔ یہ شخص تھا یگانہ چنگیزی۔ اور یگانہ چنگیزی کو غالب پر ان پھبتیوں کے باوجود اور اپنے آپ کو سب سے بہتر شاعر سمجھنے کے بعد بھی کون جانتا ہے اور کون مانتا ہے۔ غالب کے مقابلے میں یگانہ چنگیزی کی حیثیت ایک کوڑی کی بھی نہیں۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی ایک شخص کے کسی کی شاعری کو تسلیم نہ کرنے سے اس شاعر کی شخصیت اور اس کی شاعری پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ادب جس میں شعر و سخن بھی شامل ہے تو ہوا میں اس طرح اڑا دیا جاتا ہے جس طرح کہ خس و خاشاک ختم ہو جائیں۔ اور جو رہنے والی چیزیں ہیں وہ پائندگی اختیار کر جائیں۔ یہ نہ کسی ایک شخص کا فیصلہ ہوتا ہے نہ کسی ایک زمانے کا۔

ہمیں یاد ہے کہ سکول کی تعلیم کے ایام تک ابراہیم ذوق کو بہت ابھارا جاتا تھا۔ پھر پانسہ پلٹنا شروع ہوا اور غالب آگے آگیا۔ اور اب ذوق کی سالگرہ منانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور غالب کی سالگرہ ساری دنیا میں منائی جاتی ہے۔ اسی طرح کئی اور شاعر بھی ہیں جنہیں بعض ذوق سے عاری لوگوں نے یا اپنی انا کے نشے میں 'شاعر نہیں سمجھا۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ تسلیم کئے جانے لگے اور آسمان شاعری پر ستاروں کی طرح چمکنے لگے۔

جہاں تک احمدیت کے شعرا کا تعلق ہے البدر' الحکم' فاروق' اور الفضل کے اوائل پرچوں میں شائع ہونے والے شاعر ہمارے لئے بابائے شاعری ہیں۔ ان کی برکات سے متمتع ہو کر ہر عہد میں احمدیہ جماعت نے بہت اچھے شاعر پیدا کئے ہیں۔

حضرت عبید اللہ بسمل کا کلاسیکی شاعری میں کون مقابلہ کرے گا۔ محترم حسن رہتاسی کی طرز اداکا نہ صرف یہ کہ بدل نہیں مل سکتا بلکہ ان کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ اسی زمانے میں محترم رحمت اللہ صاحب شاکر کی بہت اچھی اچھی نظمیں شائع ہوتی رہی ہیں۔ چند ایک قابل ذکر شعرائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت مرزا سلطان احمد' حضرت میر محمد اسماعیل' حضرت نواب مبارکہ بیگم' حضرت عبید اللہ بسمل' حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوری' حضرت ذوالفقار علی خان گوہر' حضرت شیخ محمد احمد مظہر' عبدالرحمٰن خاکی' حسن رہتاسی' قاضی ظہور الدین اکمل' سعید احمد اعجاز' ثاقب زیروی' ڈاکٹر عبدالرشید تبسم' ڈاکٹر نصیر احمد خان' عبدالسلام اختر' چوہدری محمد علی' قیس مینائی' رحمت اللہ شاکر' مولانا ظفر محمد ظفر' مصلح الدین راجیکی' مبشر احمد راجیکی' ڈاکٹر محمود الحسن' عبدالمنان ناہید' عبدالکریم قدسی' راجہ غالب احمد' فیض چنگوی' سلیم شاہجہان پوری' ڈاکٹر پرویز پروازی' محمد صدیق امرتسری' اور پھر شائد بعض دوست چاہیں گے کہ میرا نام بھی ان میں شامل ہو جائے۔ نسیم سیفی۔

ایک زمانے میں محترمہ شبنم صاحبہ کی نظمیں بڑی داد وصول کر رہی تھیں آج کل ڈاکٹر فہمیدہ منیر' اور سیدہ منیرہ ظہور' صاحبزادی امتہ القدوس اور امتہ الباری ناصر کی نظموں کا چرچا ہے۔ نام تو بہت سے ہیں اور اس مختصر سے مضمون میں ان تمام ناموں کا درج کرنا ممکن نہیں۔ لیکن آپ الفضل بھی پڑھتے ہیں۔ ماہنامہ انصار اللہ' ماہنامہ خالد' ماہنامہ مصباح بھی پڑھتے ہیں۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ ہمارے کیسے کیسے شاعر اور شاعرات شعر و سخن کی ایسی خدمت میں مصروف ہیں جسے صحیح معنوں میں احمدیہ لٹریچر کہا جا سکتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ احمدیہ لٹریچر اور احمدیہ جماعت سے باہر کا لٹریچر ایک خاصے فرق کا حامل ہے۔ ہم دوسرے لوگوں کے نام بھی لے سکتے ہیں بہت اچھے اچھے شاعر ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جنہیں احمدیت کے لٹریچر میں جگہ دی جا سکے۔ وہ چاہے شعر و سخن کے آسمان کے ستارے ہوں۔ اور انہوں نے ادب میں بہت نام پیدا کیا ہو لیکن ان کا لطف اٹھانے کے باوجود ہم انہیں احمدیہ لٹریچر میں شامل نہیں کر سکتے۔ اور چونکہ ایسا نہیں کیا جا سکتا اس لئے ہمارے واسطے ان کی کوئی مذہبی اہمیت نہیں۔

ہم صرف ان نظموں کی پذیرائی کرتے ہیں جن میں احمدیہ جماعت کا رنگ جھلکتا ہو۔ یہی ہماری زندگی ہے اور اگر زندگی ہی کا نام ادب ہے اور ادب زندگی ہی سے بنتا ہے تو یہی ہمارا ادب ہے۔ ایک نام جو میں پہلے درج نہیں کر سکا وہ محترم روشن دین صاحب تنویر کا ہے۔ اور ان کی یہ بات صفحہ قرطاس پر آجانی لازمی ہے کہ احمدیہ جماعت کا لٹریچر تو سینکڑوں نہیں ہزاروں سالوں تک محفوظ رہے گا اور داد وصول کرتا رہے گا۔ دوسرا لٹریچر جس کا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں وہ چاہے کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو اس کی عمر گل دوپہری سے زیادہ نہیں۔ کھلے گا اور مرجھا جائے گا۔ لوگ اسے تلاش کریں گے اور وہ ملے گا نہیں۔ اور اگر اس میں کوئی حصہ ملے گا بھی۔ تو اس کی وہ قدر و منزلت نہیں ہو گی جس قدر و منزلت میں اس نے اپنا آغاز کیا تھا۔

بہر حال ہماری جماعت کے پاس شعر و سخن کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے اور یہ ذخیرہ خدا کے فضل سے قائم رہنے والا ہے۔ اگر کسی شخص کے دل میں یہ خیال آئے اور وہ اپنی انا کے پیش نظر یہ سمجھے کہ احمدیہ جماعت میں تو کوئی شاعر ہی نہیں اور صرف کسی ایک شخص کا نام لے تو یہ اس کی ایسی بھول ہے جسے احمدیہ جماعت اور خاص طور پر احمدیہ جماعت کے شاعر و ادیب کبھی معاف نہیں کر سکتے اور اگر ایسی بات غیروں میں کہی جائے تو اس کے بر خود غلط ہونے کے لئے ہمیں کوئی مناسب لفظ نہیں مل رہا۔ (ن۔س)

پروفیسر سلام کی نصیحت

پروفیسر عبدالسلام صاحب نے جس طرح سے وزیر اعظم پاکستان کی اس پیش کش کا جواب دیا ہے جس میں انہیں ان کی بیماری کے اخراجات کا ذمہ اٹھانے کا ذکر تھا امید ہے اس سے حکومت پاکستان کو سائنس کے متعلق اپنی سوچ پر دوبارہ غور کرنے کا خیال پیدا ہو گا۔ ڈاکٹر سلام صاحب نے پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی طرف برتی جانے والی بے توجہی پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ ان کی اس فیلڈ میں ترقی کے لئے بنیادی ضروریات کے متعلق نصائح کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی بلکہ متواتر ایک کے بعد دوسری آنے والی حکومتوں نے ان کے ساتھ نہایت سرد مہری کا سلوک کیا ہے۔ فزکس میں نوبل پرائز حاصل کرنے والے اس سائنس دان نے مشورہ دیا ہے کہ وہ رقوم جو گورنمنٹ ان کے علاج کے لئے خرچ کرنا چاہتی ہے انہیں سائنس کے لئے مختص کر دیا جائے۔ یہ نصیحت اس قابل ہے کہ جس روح میں اسے پیش کیا گیا ہے اسی روح میں اسے قبول کر لیا جائے۔ یہ عمل اس بات کی بھی دلیل ہو گی کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت اور اس کے قومی ترقی کے سلسلے میں قطعی تعلق کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور یہ ایک ایسا مضمون ہے جو ہمیشہ سے ڈاکٹر سلام صاحب کے جذبہ اور شوق کا عکاس رہا ہے یہ ایک افسوس ناک امر ہے کہ اس ملک کو اس لائق سائنس دان کی غیر معمولی ذہانت اور مہارت سے محروم رکھا گیا ہے جو سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کے لئے کام آ سکتی تھی۔

اس حقیقت پر غور کرتے ہوئے کہ سائنس کو اس کی مناسب اہمیت نہیں دی گئی کہا جا سکتا ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ گورنمنٹ پروفیسر سلام کی نصیحت پر دھیان دے اور پرانی غلطیوں کا ازالہ کرتے ہوئے اس معاملہ میں پالیسی بنائے اور ضروری رقوم مہیا کرنے کے لئے کوئی مثبت اقدام کرے۔ پاکستان میں سائنس کی صورت حال انتہائی افسوس ناک ہے۔ ہر دس لاکھ آبادی کے لئے ہمارے پاس صرف ۷۱ سائنس دان ہیں جب کہ ہندوستان کے پاس اسی شرح آبادی کے لئے سائنس دانوں کی تعداد ۱۴۷ ہے۔ ہماری تحقیق (Research) کا ماحصل بھی بہت تھوڑا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارے پاس سائنسی افرادی قوت ہی بہت کم ہے۔ اور اس بات پر حیرانی بھی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ہمارے جی۔ این۔ پی کا صرف ۰٫۵ فی صد ریسرچ اور ڈویلپمنٹ پر خرچ کیا جاتا ہے۔ تعلیم کے بارے میں ہماری عام سرد مہری کی وجہ سے سائنس کے متعلق بے توجگی بھی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ جب خواندگی اور تعلیم کی قومی بنیاد ہی اتنی کمزور ہو تو سائنس کے اس ملک میں پنپنے کی امید رکھنا ایک بے معنی بات ہے۔ صرف ۳۶ فی صد بالغ خواندہ ہیں۔ اور پرائمری سکول جانے کی عمر کے بچوں کی صرف ۲۹ فیصد تعداد سکولوں میں داخلہ حاصل کر سکتی ہے۔ اور یہ بچے صرف پانچ سال تک اپنی تعلیم جاری رکھتے ہیں۔ ان میں سے بہت محدود تعداد یونیورسٹی تک پہنچتی ہے۔ اور ان میں سے بھی بہت کم تعداد سائنس کے علوم کی طرف جاتی ہے۔ تیسری دنیا میں سائنس کو بڑھاوا دینے کے لئے اپنی ایک مہم میں ڈاکٹر سلام نے ترقی پذیر ملکوں میں سائنس کی پس ماندگی کی ذمہ دار تین وجوہ کا ذکر کیا تھا۔ پاکستان کے تعلق میں ان کے خیالات انتہائی برمحل اور موزوں ہیں۔ پہلی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

اردن اسرائیل امن سمجھوتہ

سوموار کے دن اردن اور اسرائیل نے ایک امن سمجھوتے پر دستخط کر دیئے اسرائیلی وزیر اعظم اضحاک رابن اور اردن کے وزیر اعظم عبد السلام نے عمان میں ہونے والی ایک سادہ تقریب میں اس پر دستخط کئے۔ شاہ حسین نے جو اس تقریب میں موجود تھے کہا کہ اس معاہدے سے ایک نئے دور کا آغاز ہو گا۔

اسرائیلی وزیر اعظم نے کہا کہ اس معاہدے پر دستخط ایک تاریخ ساز لمحہ ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اکتوبر کے آخیر تک اس معاہدے پر رسمی طور پر دستخط ہو جائیں گے۔

یہ معاہدہ اسرائیلی وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کی شاہ حسین سے کئی ملاقاتوں اور مذاکرات کے بعد انجام پایا ہے۔ اس معاہدے کے تحت اردن کو اس کا مقبوضہ حصہ واپس کیا جائے گا اور پانی کی باہمی تقسیم کی جائے گی۔

اس سے قبل جولائی میں دونوں ملکوں نے ۴۶ سالہ طویل باہمی حالت جنگ کو ختم کرنے کا معاہدے پر امریکہ میں دستخط کئے تھے۔ اسرائیل اور اردن کے درمیان اب بھی دریائے اردن' اور دریائے یرموک کے پانی کی تقسیم' اردن کی طرف سے ۳۵۰ مربع کلومیٹر کے علاقے پر دعویٰ اور سیکیورٹی کے مسائل پر اختلافات موجود ہیں۔

تاہم دونوں ملکوں کے درمیان معاملات حل کرنے کا عمل تیزی سے جاری ہے اور دونوں ممالک جلد ایک حتمی امن سمجھوتے پر دستخط کر دیں گے۔ اس سے پہلے اس قسم کا جامع امن سمجھوتہ اسرائیل نے مصر کے ساتھ ۱۹۷۹ء میں کیا تھا۔ اور اب ایسے مزید سمجھوتے پی ایل او اور شام و لبنان سے کرنے کی بھی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

شاہ حسین اور اسرائیلی وزیر اعظم مسٹر رابن اس میں کوشاں ہیں کہ دونوں ممالک اس سال کے اختتام سے پہلے جامع امن سمجھوتے پر دستخط کر دیں تاکہ ہر قسم کے اختلافات ختم کرنے کا اعلان کر کے دونوں ملک دوستی کا اعلان کر سکیں۔

☆ ○ ☆

چانسلر کوھل کی کامیابی

جرمنی کے انتخابات میں چانسلر ہلمٹ کوھل نے ایک بار پھر کامیابی حاصل کر لی ہے۔ ۱۹۸۲ء سے برسر اقتدار مسٹر کوھل اگر اپنے عہدے کی معیاد پوری کرنے میں کامیاب ہو گئے تو جنگ عظیم دوم کے بعد وہ جرمنی پر سب سے لمبا عرصہ حکومت کرنے والے حکمران بن جائیں گے۔

لیکن اس انتخابات میں ان کو جو بہت ہی معمولی اکثریت حاصل ہوئی ہے وہ ان کو دفاعی پوزیشن میں ڈالے ہوئے ہے مبصرین اس سوچ میں ہیں کہ اتنی تھوڑی سی اکثریت حاصل کرنے کے بعد اقتدار کی یہ گاڑی کس طرح رواں دواں رہے گی۔ مسٹر کوھل نے ۴۸،۴ % اور انکی اپوزیشن نے ۴۸،۱ % ووٹ حاصل کئے ہیں۔ اور ۶۷۲ ارکان کی پارلیمنٹ میں ان کو صرف ۱۰ نشستوں کی برتری حاصل ہے۔ یاد رہے کہ ۱۹۹۰ء کے انتخابات میں مسٹر کوھل نے ۵۴،۸ فیصد ووٹوں کی برتری حاصل کی تھی۔

جرمنی کے اتحاد کے بعد یہ پہلے عام انتخابات منعقد ہوئے ہیں۔ دس ووٹوں کی اکثریت ان کی پارٹی کو اس بات پر مجبور رکھے گی کہ وہ ایک بھی دن پارلیمنٹ کے اجلاس سے غیر حاضر نہ ہوں۔ اس طرح سے مسٹر کوھل کو اپنے سیاسی ایجنڈا پر عمل درآمد میں سخت مشکلات پیش آنے کا امکان ہے۔ مسلسل چار سال تک ان کو اب اسی انداز میں حکومت کرنی ہو گی۔

مسٹر کوھل جن کی عمر ۶۴ سال ہے اگر خیریت سے اپنا یہ عرصہ گذار گئے تو وہ جرمنی کے مشہور چانسلر بسمارک کے بعد سب سے زیادہ عرصہ حکومت پر قائم رہنے والے جرمن حکمران قرار پائیں گے۔

مسٹر کوہل نے کہا ہے کہ اکثریت بہرحال اکثریت ہے۔ انہوں نے کہا کہ سابق چانسلر مسٹر ولی برانت ۱۲ سیٹوں کی اکثریت سے حکومت کرتے رہے ہیں۔ اور ان سے پہلے چانسلر ہلمٹ شمت بھی صرف ۱۰ سیٹوں کی اکثریت سے حکومت پر فائز رہے۔

تاہم اپوزیشن نے دعویٰ کیا ہے کہ مسٹر کوھل کی تین جماعتی مخلوط حکومت اپنا عرصہ پورا نہیں کر سکے گی اور اقتدار گنوا بیٹھے گی۔

بائیں بازو کی گرین پارٹی نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ مسٹر کوھل صرف دو سال کے بعد نئے انتخابات کرانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس پارٹی نے حالیہ الیکشن میں ۷،۳ فیصد ووٹ حاصل کر کے پارلیمنٹ میں اپنی جگہ پھر سے بنالی ہے۔

مشرقی جرمنی کی سابق کمیونسٹ پارٹی جس نے اب پارٹی آف ڈیموکریٹک سوشلزم کے نام سے الیکشن لڑا تھا' ۳۰ نشستیں حاصل کی ہیں۔ اس پارٹی نے اپوزیشن سوشل ڈیموکریٹس کا ساتھ دینے کا اعلان کیا ہے۔ اگرچہ سوشل ڈیموکریٹس نے یہ قطعی اعلان کیا ہے کہ وہ سابق کیمونسٹوں کے ساتھ مل کر حکومت بنانے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

جرمن پریس کا کہنا ہے کہ کوھل کی معمولی سی اکثریت بتاتی ہے کہ جرمن لوگ ان کے ۱۲ سالہ عرصہ اقتدار سے اب خوش نہیں ہیں۔ اور جرمن معیشت میں جو کساد بازاری پیدا ہو رہی ہے اس نے مسٹر کوھل کی مقبولیت میں کمی کر دی ہے۔

☆ ○ ☆

لیبیا - لاکربی مسئلہ

لیبیا اور عرب لیگ اس کوشش میں ہیں کہ پان امریکن طیارے کی لاکربی۔ سکاٹ لینڈ۔ میں تباہی کے مسئلے کو حل کیا جائے اور اس مسئلے پر موجود ڈیڈلاک کو ختم کیا جائے۔ بتایا گیا ہے کہ لیبیا اس معاملے میں مغربی طاقتوں سے تعاون کرنے اور دو مشتبہ افراد کو یورپ کے حوالے کرنے کو تیار ہے تاکہ اس پر عائد شدہ اقوام متحدہ کی پابندیاں ختم ہو سکیں۔

عرب لیگ کے ترجمان نے کہا ہے کہ یہ ایک معمہ ہے اور ہمیں امید ہے کہ یہ جلد حل ہو جائے گا۔

سات اقوام پر مشتمل عرب لیگ کی ایک کمیٹی کا اجلاس گذشتہ دنوں نیویارک میں وزراء کی سطح پر ہوا۔ اس میں یہ طے کیا گیا کہ لیبیا عرب لیگ کے جنرل سیکرٹری کو ایک خط لکھے جس میں مشتبہ افراد کو ان کے حوالے کرنے کی پیش کش کی جائے۔ اس کے بعد وہ برطانیہ اور امریکہ سے بات چیت کرے کہ جینیوا یا اقوام متحدہ میں ان افراد پر مقدمہ چلایا جائے۔ یاد رہے کہ یہ تجویز دونوں متعلقہ ممالک پہلے ہی رد کر چکے ہیں۔

لیکن مغربی سفارت کاروں کا کہنا ہے کہ اگر لیبا نے ان دو مشتبہ افراد کو حوالے کرنے کا اعلان کیا تو برطانیہ اور امریکہ مشکل میں پھنس جائیں گے۔ اگر ان افراد کو قاہرہ پہنچا دیا گیا تو برطانیہ اور امریکہ کی صورت حال خراب ہو جائے گی۔ اور ان کو اس تجویز کا سنجیدگی سے جواب دینا پڑے گا۔ اقوام متحدہ کے ایک اہلکار نے کہا کہ مجھے یقین نہیں ہے کہ اس سے مسئلہ حل ہو سکے۔

لیبیا کے وزیر خارجہ مسٹر عمر مصطفیٰ المنتصر نے متعدد عرب وفود سے ملاقات کی اس کے علاوہ انہوں نے برطانیہ' فرانس اور اقوام متحدہ کے افسران سے بھی ملاقات کی ہے اور بتایا گیا ہے کہ انہوں نے ان کو بعض یقین دہانیاں کرائی ہیں۔

کوئی عرب ملک خصوصاً مصر ان افراد کو لینے کو تیار نہیں۔ مصر کے ایک سینئر سفارت کار نے کہا کہ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ ان کے ملک میں کتنا عرصہ رہیں گے۔ اور کیا اس بات کی ٹھوس یقین دہانی کرائی جائے گی کہ ان کو آگے دے دیا جائے۔ اس کے بغیر ہم اپنے عدالتی نظام کی مشکلات میں پھنس جائیں گے۔

☆ ○○○ ☆

بقیہ صفحہ ۵

وجہ یہ ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے کوئی بامقصد منصوبہ بندی نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ نامناسب تعلیمی اور قانونی ڈھانچے نے سائنس کو ترقی دینے میں مشکلات پیدا کر رکھی ہیں۔

اور آخری بات یہ ہے کہ وہ طریقے جو ان اداروں کو چلانے کے لئے اپنائے جاتے ہیں وہ سائنس کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اگرچہ پاکستان کی تمام حکومتیں ہمیشہ سائنس کے مقاصد کی مدد کے لئے بڑی پر جوش دکھائی دیتی رہی ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی اسس سلسلے میں کبھی کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا چونکہ اقتدار میں شامل بڑے بڑے لوگ اکثر و بیشتر غیر ممالک کے مفادات کے لئے بطور ایجنٹ کام کرتے تھے۔ اس لئے انہیں اس بات میں کوئی دلچسپی نہ تھی کہ ملک ٹیکنالوجی میں خود کفیل ہو سکے اور جس کے نتیجہ میں ملک کا غیر ممالک پر انحصار ختم کیا جا سکے۔ بعض چھوٹے چھوٹے واقعات ہی اس سلسلے میں انتظامیہ کی بے حسی ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

نیشنل کمیشن برائے سائنس جو کہ ۷۰ کے دہاکے کے شروع میں بڑی دھوم دھام سے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے اب تک صرف دو اجلاس ہو سکے ہیں۔ اس کی دوسری میٹنگ ۱۹۹۰ء میں ہوئی تھی۔ گورنمنٹ کا سائنس کے لئے بجٹ بجائے اس کے کہ ہر سال باقاعدگی کے ساتھ اس میں اضافہ کیا جاتا ہمیشہ کم و بیش ہوتا رہا ہے۔ ۹۳-۱۹۹۲ء میں یہ ۳۳۶،۲ ملین روپے تھا۔ لیکن اگلے ہی سال اسے کم کر کے ۱۵۱،۲ ملین روپے کر دیا گیا۔ ۹۴-۱۹۹۳ء میں پھر اسے ۲۹۶ ملین روپے تک بڑھا دیا گیا۔ لیکن یہ رقم بھی دو سال پہلے دی جانے والی رقم سے کم تھی۔ گورنمنٹ کی اس بے توجہی کے طرز عمل کا نتیجہ ملک میں سائنس کی تعلیم اور سائنسی اداروں کی حالت سے لگایا جا سکتا ہے۔

ہمارے ملک میں کوئی سائنس پالیسی سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اور نہ ہی سائنس کو اداریاتی تحفظ مہیا کرنے کے لئے کوئی قانون سازی کی گئی ہے۔ سائنس ہمیشہ مکمل طور پر بیورو کریسی کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ یا ایسے سائنس دانوں کے ہاتھوں میں جن کو بیورو کریسی کے کل پرزے ہی کہا جانا چاہئے۔ ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صورت حال میں سائنس کو کوئی متحرک لیڈر شپ نہ مل سکی جو کہ اس کی ترقی کے لئے ازحد ضروری ہے۔

ہم صرف یہ امید کرسکتے ہیں کہ اب جب کہ پروفیسر عبدالسلام نے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو صاحبہ کی توجہ اس طرف مبذول کرادی ہے وہ اس معاملے کی طرف کما حقہ ' توجہ دیں گی۔ سب سے پہلے قدم کے طور پر انہیں چاہئے کہ اس رقم کے ساتھ ' جو کہ وہ پروفیسر سلام کے علاج کے لئے خرچ کرنا چاہتی تھی جسے انہوں نے پوری عزت و وقار کے ساتھ لینے سے انکار کر دیا ہے۔ ایک از خود متحرک فنڈ (Revolving Fund) سائنس اور ٹیکنالوجی کے لئے قائم کریں۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس کام کے لئے سائنس کی فیلڈ کے کسی عظیم انسان کو آگے لایا جائے۔ جو کہ ضروری لیڈر شپ مہیا کرے اور دوسروں کو کام کرنے کی ترغیب دینے کا اہل ہو۔ بلاشبہ اگر پروفیسر سلام کی صحت بہتر ہوتی تو وہ اس کام کے لئے بہترین ثابت ہو سکتے تھے۔ لیکن اب بھی ان سے یہ درخواست کی جاسکتی ہے کہ تعلیم کا سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کے لئے ایک منصوبہ بنانے میں وہ ہماری راہنمائی فرمائیں۔ اور ہمیں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازیں۔

بقیہ صفحہ ۱

خطبہ میں (یعنی نکاح کے خطبہ میں) جو اگلے روز مجھے پڑھنا پڑا۔ اور اسی طرح پر صادق امام کی موجودگی میں پڑھا۔ اس امر پر زور دیا تھا۔ اور یہ میرا ایمان ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اسی طرح ہو۔ اور میں خدا تعالٰی کے فضل اور تائید سے ایسا کرنا چاہتا ہوں کہ لوگ اپنے امام کی سچی اتباع کریں۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کو اپنی خواہشوں پر مقدم کریں۔ بعض بد قسمتوں نے میری ان باتوں کو سن کر یہی نتیجہ نکالا کہ یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ ان پر عمل کرنا مشکل ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ یہ خطرناک بد ظنی ہے۔ جو ایک (صاحب ایمان) کی نسبت کی جاوے۔ اس کا محاسبہ اللہ تعالٰی کے حضور دینا پڑے گا۔ (از خطبہ ۱۳- ستمبر ۱۹۰۲ء)

اطلاعات و اعلانات

نکاح و تقریب شادی

○ مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب ابن مکرم چوہدری شریف احمد صاحب S.D.O (ریٹائرڈ) کھاریاں ضلع گجرات کا نکاح محترمہ راشدہ پروین صاحب بنت چوہدری فضل علی صاحب چک نمبر 190/E.B ضلع وہاڑی سے مورخہ ۱۴-۱۰-۹۴ کو بعوض پچاس ہزار روپے حق مہر محترم نسیم احمد شمس صاحب مربی سلسلہ نے بیت الحمد کھاریاں میں پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اس شادی کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

○ مظفر محمود ابن احمد صادق راجہ صاحب فیکٹری ایریا جو وقف نو میں شامل ہے۔ بیمار ہے اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ اللہ تعالٰی اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم شاہد محمود جنجوعہ صاحب ابن مکرم ماسٹر شریف احمد صاحب صدر حلقہ باٹا پور۔ لاہور مورخہ ۲۵- ستمبر ۱۹۹۴ء بعمر ۳۰ سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ موصوف بہت مخلص اور فدائی نوجوان تھے۔ اللہ تعالٰی ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

○ محترم شاہ محمد صاحب امیر ضلع خیرپور سندھ کے بڑے بھائی اور ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب کے والد محترم محمد ابراہیم صاحب ابن چوہدری جمال دین (وفات یافتہ) مورخہ ۳- اکتوبر کی رات دو بجے بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ آپ کی عمر تقریباً ۹۳ سال تھی جمال پور ضلع خیرپور کے رہنے والے تھے۔ آپ موصی تھے۔ آپ کو امانتاً مقامی قبرستان میں دفن کیا گیا ہے۔ اللہ تعالٰی آپ کے درجات بلند فرمائے۔

خالی آسامیاں

○ فضل عمر ہسپتال میں درج ذیل آسامیاں خالی ہیں۔

پتھالوجسٹ - 1

4880-325-8130

میڈیکل رجسٹرار - 1

3804-258-6900

500 NPA

سرجیکل رجسٹرار - 1

3804-258-6900

500 NPA

آئی رجسٹرار - 1

3804-258-6900

500 NPA

گائنی میڈیکل رجسٹرار - 1

3804-258-6900

500 NPA

ڈینٹل سرجن - 2

3804-258-6900

500 NPA

سٹاف نرس - 2

2230-78-3790

لیبارٹری ٹیکنیشن - 1

2080-66-3400

اپریشن تھیٹر اسسٹنٹ - 1

2020-60-3220

ڈسپنسر - 1

2020-60-3220

نیلام ملبہ کوارٹرز

○ احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں دو عدد کوارٹر نمبر ۱۹-۱۸ کا ملبہ بذریعہ نیلامی مورخہ ۲-۱۱-۹۴ کو صبح نو بجے فروخت کیا جائے گا۔ رقم نقد بولی ختم ہونے کے بعد وصول کی جائے گی۔ بولی بغیر وجہ بتائے منسوخ کرنے کا زیر دستخطی کو حق حاصل ہو گا۔ دیگر شرائط دفتر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

ناظم جائیداد

ہومیوپیتھک کتب و ادویات

دنیا بھر میں کہیں بھی درکار ہوں تو ہم ڈاک خرچ کے ساتھ آپ کو بھجوا سکتے ہیں۔ مثلاً

• جرمن و پاکستانی پوٹنسیاں • جرمن و پاکستانی بائیوکیمک • جرمن و پاکستانی مدر ٹنکچرز
• جرمن پیٹنٹ ادویات • ہر قسم کی ٹکیاں و گولیاں • خالی کیپسولز • شوگر آف ملک
• خالی شیشیاں و ڈراپرز •
• اردو ہومیو کتب میں خصوصاً ڈاکٹر عابد حسین صاحب کی ابتدائی چار کتب کا سیٹ ۱۵٪ خصوصی رعایت کے ساتھ۔ یہ سیٹ مبتدیوں کیلئے عام فہم اور آسان ہے اور پرانے ہومیوپیتھس کیلئے جامع اور فکر انگیز ہے۔
• ڈاکٹر محمد مسعود قریشی صاحب کی بائیوکیمسٹری اور تحقیق الادویہ ڈاکٹر کینٹ کی ہومیوپیتھک فلسفہ ' اسی طرح ڈاکٹر کلارک کی THE PRESCRIBER اور ڈاکٹر بورک کی انگلش میں METERIA MEDICA WITH REPERTORY وغیرہ

کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ

فون: 04524-771
04524-211283
فیکس [illegible]04524-212299

ٹھیکہ برائے کاشت

زرعی اراضی

○ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کا ملکیتی رقبہ واقع تھل تحصیل چوبارہ ۷۴۴ کنال ' تحصیل کوٹ ادو ۱۵۵ کنال برائے کاشت ٹھیکہ پر دینا مطلوب ہے۔ خواہش مند احباب ۱۵- نومبر ۱۹۹۴ء تک اپنی پیشکش سے مطلع فرمائیں۔ رقبہ بارانی ہے۔ رقبہ کی تفصیل اور شرائط دفتری اوقات میں ناظم صاحب جائیداد سے ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

ناظم جائیداد

صنعتی نمائش

○ جامعہ نصرت کالج برائے خواتین ربوہ کی طالبات ۶- نومبر ۹۴ء کو ایک صنعتی نمائش کا اہتمام کررہی ہیں۔ افتتاح دس بجے دن کو ہو گا خواتین سے درخواست ہے زیادہ سے زیادہ تعداد میں آکر طالبات کی حوصلہ افزائی کریں۔ سکول کی طالبات کو خصوصی رعایت ہے۔ نیز اس موقع پر کھانے پینے کے سٹالز بھی لگائے جائیں گے۔ اور ورائٹی پروگرام بھی ہونگے۔

(وائس پرنسپل جامعہ نصرت)

دفتر صدر عمومی کے تحت

ایمرجنسی سینٹر کا قیام

○ دفتر صدر عمومی کے تحت ایک ایمرجنسی سینٹر قائم کیا گیا ہے۔ کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے اس سینٹر سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً کسی حادثہ کی صورت میں ' آگ لگنے کی صورت میں یا اور کسی نوعیت کی ہنگامی مدد کے لئے یہ سینٹر فوری طور پر مستعد معاونین کی وساطت سے مدد بہم پہنچا سکتا ہے۔ اس غرض کے لئے ایک امدادی ٹیم ہر وقت اس سینٹر میں موجود رہے گی۔ نیز رات کے اوقات میں ایمبولینس بھی میسر ہو گی۔ صبح کے اوقات میں اگر ایمبولینس مصروف نہ ہوئی تو مہیا کی جائے گی۔

اس سینٹر کے مندرجہ ذیل دو ٹیلی فون نمبر ہیں۔ 211516 - 115

115 نمبر پر ڈائل کرنے پر محکمہ ٹیلی فون کسی قسم کا بل وصول نہیں کرے گا بلکہ یہ فون فری ہو گا۔ یہ نمبر پہلے فضل عمر ہسپتال کے زیر استعمال تھا جسے اب دفتر صدر عمومی میں منتقل کردیا گیا ہے اور اس کی جگہ ہسپتال کو جو نمبر دیا گیا ہے وہ 111 ہے۔ (115 کا نمبر صرف DIGITAL نمبروں سے ڈائل ہو گا)

(صدر عمومی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 23 اکتوبر-1994ء
موسم معتدل ہے۔ صبح ہلکے بادل تھے
درجہ حرارت کم از کم 20 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 31 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے قومی اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ موجودہ قواعد کے مطابق اپوزیشن کے بلائے گئے اجلاس میں حکومت اپنا ایجنڈا پیش کر سکتی ہے اور اپوزیشن نے جن امور کے لئے اجلاس بلایا ہے اسے موخر کر سکتی ہے۔ حکومت کا کوئی بھی ایم این اے وزیر اعظم پر اعتماد کی تحریک پیش کر سکتا ہے اس پر فوری رائے شماری کرائی جا سکتی ہے یہ قواعد و ضوابط مسٹر نواز شریف نے تبدیل کئے تھے جواب انہی کے خلاف جائیں گے۔ اپوزیشن کی درخواست پر قومی اسمبلی کا اجلاس ۲۹۔اکتوبر کو بلائے جانے کی توقع ہے۔ وزیر اعظم نے بھی اجلاس کے لئے پیپلز پارٹی اور حلیف جماعتوں کے ارکان قومی اسمبلی کو طلب کر لیا ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ اگر خانہ شماری کے نتائج ۱۹۹۰ء کے مطابق آئے تو نمائندگی اور وسائل ۱۰ سال کے لئے منجمد کرنے کا مطالبہ کریں گے۔ وفاقی حکومت نے ہماری تجویز کو تسلیم کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن والوں نے پیکیج سنجیدگی سے نہ تیار کیا ہے اور نہ وفاقی حکومت اور عوام نے اسے سنجیدگی سے لیا ہے۔ صدر اور وزیر اعظم اگر مستعفی ہو جائیں تو اپوزیشن کس سے بات کرے گی۔

○ مسلم لیگ (ن) کے رہنما چوہدری نثار علی خان نے کہا ہے کہ ہم قومی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ثابت کریں گے کہ حکومت کے پاس اکثریت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس مقصد کے لئے کسی بھی بل پر رائے شماری کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے انہوں نے کہا کہ میں نواز شریف کا وفادار ہوں لیکن اختلاف کا حق ملنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ میں بدقسمتی سے بیمار پڑ گیا علاج کے لئے بیرون ملک گیا تھا۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ دفاعی ضروریات اپنا پیٹ کاٹ کر بھی پوری کریں گے اپنے دفاع سے غافل نہیں رہ سکتے۔ وزیر اعظم نے یہ باتیں چیف آف نیول سٹاف ایڈمرل سعید سے گفتگو کرتے ہوئے کہیں۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ ہم پاکستان کے خلاف سازشوں میں شریک نہیں ہو سکتے۔ ملک کو بیرونی سازش سے بچانا ہر پاکستانی کی اولین ذمہ داری ہے۔ حکومت کے دن پورے ہو چکے ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ پاکستان کو غیر ملکیوں کے ہاتھ فروخت کیا جا رہا ہے تمام ملکی وسائل اور اہم شعبے غیر ملکیوں کے تسلط میں دیئے جا رہے ہیں انہوں نے کہا اقوام متحدہ جانے کی پیشکش ضرور قبول کرتا لیکن حکومت نے عالمی سطح پر کشمیر کا کیس کمزور کر کے رکھ دیا ایسے حالات میں مسئلہ جنرل اسمبلی میں پیش کرنے سے پوری قوم کی سبکی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ حکمران ہماری اگلی کال کے بعد بیرون ملک بھاگ جائیں گے۔ حکومت سے سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ ہم نے پیکیج دے دیا ہے اب اسی پر عمل درآمد ہو گا۔ انہوں نے کارکنوں کو کہا کہ مزید خون بہانا اور تشدد برداشت کرنا ہو گا۔ حکومت خیبر سے کراچی تک تمام جیلیں بھی بھر دے تو تحریک ختم نہیں ہو سکتی۔

○ جے یو آئی کے مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ عورت کی حکمرانی جائز نہیں ہم یہ صرف آئینی پابندی کی وجہ سے برداشت کر رہے ہیں۔ جب بھی موقع ملا اس گندے نظام کو جڑ سے اکھیڑ دیں گے۔

○ جے یو آئی فضل الرحمان گروپ نے وفاقی کابینہ میں شامل ہونے کا اصولی فیصلہ کر لیا ہے۔

○ ہانگ کانگ کا کنسوشیم سندھ میں دو سو میگاواٹ کا بجلی گھر لگائے گا منصوبے پر ۳۰ کروڑ ڈالر خرچ ہوں گے۔ بجلی گھر قائم کرنے کے علاوہ کوئلہ نکالنے کا سمجھوتہ بھی ہو گیا۔ مسٹر آصف علی زرداری کی سربراہی میں پاکستان کے تجارتی وفد نے ہانگ کانگ میں اس معاہدے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ بجلی گھر قائم کرنے کے علاوہ کوئلہ نکالنے کا بھی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

○ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نواب ذوالفقار علی مگسی نے لاہور میں اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر اکثریت نہ رہی تو حکومت چھوڑ دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ وزارت اعلیٰ چار دن کی نوکری ہے کسی کے باپ دادا کی جاگیر نہیں۔ اپوزیشن حکومت کو مینڈیٹ پورا کرنے دے۔ صدارتی نظام لایا جائے۔ غلطی کی جو سیاست میں آگیا ہوں۔ آئندہ کسی سیاسی جماعت میں شامل ہونے کا ارادہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ گورنر بلوچستان اور وفاقی حکومت ہمارے صوبے میں کوئی مداخلت نہیں کر رہے۔ ہمیں وفاقی حکومت سے کوئی شکایت نہیں۔

○ پیپلز پارٹی کے رہنما اور بلوچستان اسمبلی میں حزب اختلاف کے رکن شیر جان بلوچ نے کہا ہے کہ بلوچستان کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ وزیر اعلیٰ مگسی ہیں۔ صوبائی حکومت میں تبدیلی کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ نئے قائد ایوان کا چناؤ محض پانچ منٹ کا مسئلہ ہو گا۔ ایسی حکومت چاہئے جو صوبہ اور مرکز میں محاذ آرائی نہ کرے۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ قوم کو صوبوں کی نہیں بلکہ اضلاع کی آزادی کی طرف گامزن کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وکلاء ڈاکٹر صحافی دانشور عام لوگ کوئی بھی محفوظ نہیں رہا۔ قانون کی حکمرانی کا یقین رکھنے والے لٹ پٹ رہے ہیں۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ نواز شریف اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کی قیادت کریں اس سے پاکستانی و کشمیری عوام کو اطمینان ہو گا اور بھارت دباؤ میں آجائے گا۔

○ تحریک نجات کے سلسلے میں گرفتار ہونے والوں کی رہائی کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ لاہور میں ۷۰ کارکن رہا کر دیئے گئے۔ حکومت نے ہدایت جاری کی ہے کہ حالیہ تحریک نجات میں جن گرفتار شدگان کے خلاف فوجداری مقدمات نہیں ہیں ان کو رہا کر دیا جائے۔

○ مسلم لیگ (ن) کے مسٹر اعجاز جتوئی نے کہا ہے کہ تحریک عدم اعتماد کے بارے میں حوصلہ افزا پیش رفت ہوئی ہے۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ حکومت سائنسی تحقیق کے لئے براہ راست ٹیکس نافذ کرے۔ ارضیاتی کانگرس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تحقیق کے میدان میں صورت حال ابتر ہے۔ سہولتوں کا فقدان ہے۔ سائنس دانوں کی حوصلہ افزائی نہ ہونا قابل تشویش ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملکی پیداوار میں زراعت کا حصہ ۵۰ فیصد سے کم ہو کر ۲۵ فیصد رہ گیا ہے یہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونا چاہئے۔

○ پنجاب اسمبلی میں ڈپٹی قائد حزب اختلاف مسٹر پرویز الٰہی نے سپیکر پنجاب اسمبلی مسٹر محمد حنیف رامے کے نام ایک مراسلے میں ان سے استدعا کی ہے وہ نظر بند ارکان اسمبلی کی اجلاس میں شرکت کے لئے اقدامات کریں۔

○ سپریم کورٹ نے سرحد اسمبلی کے دو ارکان کی نااہلی کے مقدمے کی سماعت موخر کر دی ہے۔ ۱۲۔ رکنی عدالت کے سامنے یہ نیا قانونی نکتہ پیش کر دیا گیا ہے کہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی شق ۸ ب آئین سے متصادم ہے۔ یہ نکتہ مدعا علیہان کے وکیل شریف الدین پیرزادہ نے پیش کیا۔

○ کراچی میں فوج نے بلدیہ ٹاؤن کا کنٹرول سنبھال لیا۔ سہراب گوٹھ سمیت متعدد علاقوں کا محاصرہ کر لیا گیا۔